سلسلۂ اشاعت دو

حدیث نبوی

کے

اوّلین صحیفے

یعنی

حدیث کی ان کتابوں کا تذکرہ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے عہدِ مبارک میں مرتب ہوئیں

از

عبد السلام قدوائی ندوی مد

شائع کردہ

ادارہ تعلیمات اسلام

نمبر ۳۸ امین آباد پارک لکھنؤ

گذشتہ تیس چالیس برس کی مدت میں مخالفین اسلام نے اسلام کی بیخکنی کی جو تدبیریں کی ہیں ان میں سب سے زیادہ خطرناک انکا وہ پروپیگنڈا ہے جو انھوں نے احادیث پاک کے خلاف کیا ہے انھوں نے احادیث کے پورے ذخیرہ کو بے اعتبار ٹھہرانے کے لئے یہ افسانہ گڑھا کہ دو ڈھائی سو برس تک حدیثیں یوں ہی بیان ہوتی رہیں۔ تیسری صدی ہجری میں کتابت کا سلسلہ شروع ہوا۔ لیکن یہ خیال بالکل ہی غلط ہے حدیثیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ہی سے لکھی جانے لگی تھیں جیسا کہ آپ آئندہ اوراق میں ملاحظہ فرمائینگے استاذ گرامی حضرت مولانا حیدر حسن خاں رحمۃ اللہ علیہ سابق شیخ الحدیث دار العلوم ندوہ کی عالمانہ مجلسوں میں حدیث کا ذوق پیدا ہوا تو اس جانب بھی توجہ ہوئی غالباً ۳۴ء میں جامعہ ملیہ دہلی کی ایک علمی انجمن میں ایک مختصر سا مقالہ اس عنوان پر پڑھا بعد کو دوران مطالعہ میں مزید معلومات حاصل ہوئے تو اس موضوع پر تفصیل سے لکھنے کا خیال ہوا چنانچہ الندوہ (دسمبر ۴۱ء) میں کئی ماہ اسی بحث پر مضمون شائع ہوتا رہا جسے دوستوں اور بزرگوں نے بہت پسند کیا یہی مضمون کسی قدر ترمیم کیساتھ کتابی شکل میں شائع کیا جا رہا ہے فقط

عبد السلام قدوائی

حدیث کی ضرورت

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے جس پر دین کی ساری عمارت قائم ہے۔ جب کوئی شخص زبان سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں) کہتا ہے تو اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ اس نے اللہ کو اپنا مالک و آقا اور اس کے رسول کو اپنا ہادی و رہنما تسلیم کر لیا ہے اور اپنے آپ کو بالکل ان کے حوالہ کر دیا ہے اسی سپردگی کا نام اسلام ہے۔ مسلم وہ ہے جو اللہ اور اسکے رسول کے سامنے سر اطاعت جھکا دے اور اپنی جان و مال، اولاد و املاک خواہشات و جذبات سب ان کے سپرد کرے اسی مفہوم کو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یوں بیان کیا ہے اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ (بلاشبہ اللہ نے اہل ایمان سے ان کی جان و مال جنت کے بدلہ خرید لئے ہیں)، اب مسلمان کا کام یہ ہے کہ وہ اپنی مرضی اور خواہش کے بجائے ہر معاملہ میں اللہ اور اسکے رسول کے حکم کا متلاشی رہے اور جب ان کا حکم معلوم ہو جائے تو ایک فرمان بردار اور سعادتمند غلام کی طرح بےچون و چرا تعمیل حکم کرے کیونکہ اس نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہکر یہی اقرار کیا ہے۔ اور اسلام قبول کر کے اپنی مکمل اطاعت و فرمبرداری کا یقین دلایا ہے۔

جب ہر مسلمان کو اللہ اور اُسکے رسول کی ہدایات کے مطابق زندگی بسر کرنا لازمی تھا تو پھر ضرورت تھی کہ یہ ہدایات صحت و جامعیت کے ساتھ مرتب ہو کر

ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جاتیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کر دیا اور فرامین واحکام کا یہ ذخیرہ پوری صحت وجامعیت کیساتھ اس طرح محفوظ ہو گیا کہ دنیا کی تاریخ میں اسکی کوئی مثال نہیں ملسکتی۔

اللہ تعالےٰ کے احکام وہدایات کا مجموعہ قرآن مجید کہلاتا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات حدیث کے نام سے موسوم ہیں، مسلمانوں نے قرآن مجید کے حفظ وضبط اور تحریر وترویج کے ساتھ احادیث کی نشر واشاعت اور حفاظت وصیانت کی جانب خاص توجہ کی ان کوششوں کا نتیجہ یہ ہے کہ جسطرح آج سیکڑوں برس گزرنے کے بعد قرآن مجید ہر قسم کے تغیر وتبدل اور تحریف وتبدیل سے پاک ہے اسی طرح غیر معمولی صحت وصداقت کے ساتھ ہزاروں حدیثیں اوراق وصحف میں محفوظ ہیں۔ بات تو یہ ہے کہ آخری دین کامل شریعت اور دائمی نمونۂ عمل کے لئے ہی حفاظت کی ضرورت تھی تاکہ قیامت تک کسی شک وشبہ کی گنجایش نہ ہو اور خدا کا آخری دین ہمیشہ نوع انسانی کے لئے نمونۂ عمل رہے۔

آنحضرت کی توجہ

یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کے ساتھ احادیث کی جانب بھی شروع ہی سے توجہ رہی خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا خاص خیال تھا صحابۂ کرام کو قرآن مجید کی آتیں سُناتے ان کے معانی ومطالب سے آگاہ فرماتے اور اسلامی احکام کی تشریح کرتے اجمال کی تفصیل کرتے، ابہام کی وضاحت فرماتے اور پیچیدہ سوالات کا جواب دیتے صحابۂ کرام آپ کی زندگی کے ایک ایک واقعہ کو یاد رکھتے، خود بھی اس پر عمل کرتے اور

دوسروں تک بھی اسے پہونچاتے، خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تاکید تھی کہ بلغوا عنی ولو آیۃ، فلیبلغ الشاھد منکم الغائب[۵۱] ونضر اللہ امرأ سمع منا حدیثا فحفظہ فبلغہ غیرہ[۵۲] آگے صحابہ کرام نے اس پر پورا عمل کیا ارشادات نبوی کو سُننے اور انھیں یاد کرنے کا اس درجہ اہتمام تھا کہ بہت سے اصحاب نے دنیا کے سارے علائق کو چھوڑ رکھا تھا اور شبانہ روز اسی میں وقت گزارتے تھے اصحاب صفہ کا پورا گروہ اسی قسم کا تھا یہ لوگ گھر بار کی فکروں اور بال بچوں کی ذمہ داریوں میں مبتلا نہ تھے ان کا یہی کام تھا کہ جہانتک ہو سکے آنحضرت سے استفادہ کریں ان بزرگوں کے علاوہ جن لوگوں کو روزمرہ کی خانگی ضرورتوں کی بنا پر اس کا موقع نہ تھا وہ آپس میں باری مقرر کر لیتے تھے اور ہر شخص اپنی باری کے واقعات اپنے ساتھی کو سناتا تھا[۵۳]

اسلام کے ابتدائی ایام میں یہی طریقہ رہا کہ لوگ حدیثیں زبانی یاد کرتے اور اسیطرح دوسروں کو پہونچاتے اس دور میں قرآن مجید کے سوا ہر چیز کے لکھنے کی ممانعت تھی مقصود یہ تھا کہ کلام الٰہی تحریف و تبدیل سے محفوظ رہے اور آیات الٰہی کے ساتھ کوئی چیز خلط ملط نہ ہونے پائے۔

کتابت حدیث کی اجازت

بعد کو جب اسلام لوگوں کے دلوں میں راسخ ہو گیا قرآن مجید کا کافی حصہ نازل ہو چکا اور اس کا کوئی خوف نہ رہا کہ حدیث کے الفاظ قرآن مجید میں مل جائیں گے اور

---

۵۱ بخاری کتاب العلم باب لیبلغ العلم الشاہد الغائب

۵۲ بخاری کتاب العلم باب التناوب فی العلم

تحریف کا امکان پیدا ہو جائے گا. تو پھر کتابت حدیث کی اجازت دیدی گئی حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن عاص کی مشہور روایت ہے۔

كنت اكتب كل شئ اسمعه من رسول الله صلى الله عليه وسلم اريد حفظه فنهتني قريش وقالوا تكتب كل شئ تسمعه ورسول الله صلى الله عليه وسلم يتكلم في الرضا والغضب فامسكت عن الكتاب فذكرت ذلك لرسول الله صلعم فاومى باصبعه الى فيه وقال اكتب فوالذي نفسي بيده ما يخرج منه الا الحق۔[1]

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ سنتا تھا حفظ کے ارادہ سے لکھ لیا کرتا تھا قریش نے مجھے منع کیا اور کہا کہ کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ سنتے ہو سب لکھ لیتے ہو حالانکہ آپ خوشی میں باتیں کرتے ہیں اور کبھی غصہ کی حالت میں یہ سن کر میں نے لکھنا چھوڑ دیا پھر آنحضرت سے اسکا ذکر کیا آپ نے اپنے دہن مبارک کیطرف اشارہ کیا اور فرمایا لکھو خدا کی قسم اس سے حق ہی نکلتا ہے۔

عہد رسالت کی تحریری کوشش

غرضکہ اس طرح عہد رسالت ہی میں سینوں کی امانت سفینوں میں منتقل ہونے لگی اور احادیث کا اچھا خاصہ حصہ کتابی شکل میں مرتب ہو گیا حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن عاص کا اوپر ذکر ہو چکا ہے ان کا حال یہ تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو کچھ سنتے تھے لکھ لیا کرتے تھے اس طرح انھوں نے ایک اچھی خاصی کتاب تیار کرلی اس کتاب کا نام انھوں نے صادقہ رکھا تھا یہ صحیفہ انھیں بہت عزیز تھا وہ فرمایا کرتے تھے

---

[1] جامع ص ٣٦

ما یرغبنی فی الحیاۃ الا خصلتان الصادقۃ والوھط[ع]	مجھے زندگی کی خواہش صرف دو چیزیں صادقہ اور وہط[ع] دلاتی ہیں

صادقہ کا یہ نسخہ عرصہ تک ان کے خاندان میں محفوظ رہا اُن کے پوتے عمرو ابن شعیب کے پاس لوگوں نے اسے دیکھا اور ذکر کیا[۱]

حضرت علیؓ نے بھی آنحضرت سے سُنکر کچھ روایتیں لکھ لی تھیں جو ان کے پاس کتابی شکل میں محفوظ تھیں[۳]

حضرت انسؓ نے بھی کچھ حدیثیں قلمبند کی تھیں یہ مجموعہ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد بھی انکے پاس موجود رہا چنانچہ جب لوگ زیادہ جمع ہو جاتے تو وہ اسے نکال کر انھیں دکھاتے تھے[۴]

یہ تو چند خاص اصحاب کی تحریری کوششوں کا ذکر تھا لیکن کتابت و تحریر کا کام صرف اسی حد تک محدود نہ تھا بلکہ آنحضرت کی مجلس مبارک کا عام دستور تھا دارمی کی مشہور روایت ہے۔

عن ابی قبیل قال سمعت عبد اللہ قال بینما نحن حول رسول اللہ نکتب اذ سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای المدینتین تفتح اولا قسطنطنیۃ او رومیۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ	ابو قبیل کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت عبد اللہ سے سُنا کہ وہ کہتے تھے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد لکھ رہے تھے کہ اتنے میں آپ سے دریافت کیا گیا کہ دونوں شہروں میں سے پہلے کون فتح ہوگا قسطنطنیہ یا رومیہ الکبریٰ پر

---

[۱] جامع ترمذی[۲] [ع] ایک زمین کا نام ہے۔ [۲] تہذیب جلد ۸ صفحہ ۴۹
[۳] بخاری کتاب العلم باب کتابۃ العلم [۴] تقیید العلم صفحہ ۹۵

وسلم لا بل مدینۃ ھرقل۔ | نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ ہرقل کا شہر

حضرت ابو ہریرہ کا بھی ایک اسی قسم کا بیان ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد رسالت میں حدیثوں کی روایت کے قلمبند کرنے کا عام رواج تھا۔ ؎۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے املاء

صحابہؓ کرام کی ان تحریری کوششوں کے علاوہ آنحضرت صلعم بھی بعض ضروری احکام و ہدایات لکھا دیا کرتے تھے۔ فتح مکہ کے سال میں خزاعہ کے کچھ لوگوں نے بنی لیث کے ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا رسول اللہ صلعم کو اسکی خبر دیگئی تو آپ نے سواری پر سوار ہو کر ایک خطبہ دیا جسمیں مکہ معظمہ کی عظمت و حرمت کا ذکر فرمایا اور لوگوں کو قتل و خونریزی سے باز رہنے کی ہدایت کی ایک یمنی صحابی (ابوشاہ) نے درخواست کی کہ یارسول اللہ یہ خطبہ مجھے لکھدیجئے آنحضرت نے ان کی درخواست قبول فرمائی اور یہ خطبہ کل لکھوادیا ؎۳

حضرت معاذ بن جبل جب یمن کے گورنر مقرر کئے گئے تھے تو روانگی کیوقت آنحضرت صلعم نے انھیں اسلامی مسائل سے متعلق ضروری ہدایات دیں اور نظائر و اشباہ پر قیاس اور استنباط مسائل کی تعلیم فرمائی لیکن بایں ہمہ یمن میں انھیں بہت سی باتیں دریافت طلب محسوس ہوئیں چنانچہ انھوں نے اس کے متعلق آنحضرت صلعم سے لکھ کر دریافت کیا جس کے جواب میں آپ نے انھیں

؎۱ دارمی ص ۶۸ ؎۲ خطبات مدارس بحوالہ مسند احمد بن حنبل جلد ۲

؎۳ بخاری جلد اول کتاب العلم باب کتابۃ العلم

ایک تحریر بھیجی دارقطنی[1] نے اس واقعہ کو تفصیل سے لکھا ہے۔

اسیطرح عبداللہ بن الحکیم ایک دوسرے صاحب تھے انھیں مردہ جانوروں کے متعلق ایک تحریر لکھی تھی[2]

وائل ابن حجر مشہور صحابی ہیں جب آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشرف باسلام ہو کر اپنے وطن حضرموت واپس جانے لگے تو رسول اللہ صلعم نے نماز روزہ سود شراب وغیرہ سے متعلق اسلامی احکام لکھ کر انکے حوالہ کئے حضرت عمرو ابن حزم کو جب یمن کا حاکم بنا کر روانہ کیا تو انھیں فرائض صدقات و دیات کے متعلق ایک تحریر لکھ کر حوالہ کی[3] بعض امرا کو زکوٰۃ کے احکام بہت تفصیل سے لکھ کر بھیجے یہ تحریر حضرت ابو بکرؓ بن عمرو ابن حزم اور انکے خاندان کے لوگوں کے پاس عرصہ تک محفوظ رہی چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خلافت کے زمانہ میں یہ تحریر اُن کے خاندان کے یہاں برآمد ہوئی[4]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ حدیثیں لکھی ہوئی رکھی تھیں آپ کی وفات کے بعد آپکی تلوار کی میان میں وہ صحیفہ روایات پایا گیا[5] یہ تو چند تحریروں اور مشہور حدیثوں کے مجموعوں کا ذکر تھا اس کے علاوہ مختصر طور پر صحابہ کو خاص ہدایات خطوط کے جوابات مدینہ منورہ کی مردم شماری کے کاغذات قبائل کے نام، ہدایت نامے، امرا و ولاۃ کے نام احکام سلاطین و اقوام عالم کے نام اسلام کی دعوت نامے، صلحنامے، معاہدے، امان نامے سینکڑوں

---

[1] دارقطنی ص ۴۹ [2] خطبات مدارس بحوالہ طبرانی صغیر ص ۲۱۷ [3] خطبات بحوالہ کنز العمال جلد ۳ ص ۱۸۶ [4] ابو داؤد کتاب الزکوٰۃ اور دارقطنی ص ۲۸۵ جلد ۲ [5] جامع بیان العلم ص ۳۲

ہزاروں چیزیں تھیں جو آنحضرت صلعم کے زمانہ میں اور خود آپ کی رہنمائی میں تحریری شکل میں مرتب ہوگئی تھیں اور مختلف صاحبوں کے پاس محفوظ تھیں[۱]

عہدِ صحابہؓ کی تحریری جدوجہد

عہد صحابہ میں ان تحریری کوششوں میں اور اضافہ ہوا جن بزرگوں نے عہد رسالت میں اپنی روایتیں کتابی شکل میں مرتب نہیں کی تھیں اب انھوں نے بھی اس جانب توجہ کی حافظے کتابت کی شکل اختیار کرنے لگے اور سینوں کی امانت سفینوں میں منتقل ہونے لگی خلافت راشدہ کے ابتدائی عہد میں کچھ دن ارتداد کے ہنگاموں نے اس کا موقع نہ دیا لیکن جب اس طرف سے اطمینان ہوا تو قرآن مجید کے ساتھ حدیث کی جمع و ترتیب کی جانب بھی توجہ ہوئی بعض صحابہ کو شروع میں تامل رہا جسکی وجہ ایک تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہی ابتدائی ارشاد تھا کہ

لا تکتبوا عنی شیئا سوی القرآن فمن کتب عنی شیئا سوی القرآن فلیمحہ۔	مجھ سے قرآن کے سوا اور کچھ نہ لکھو جس شخص نے قرآن کے سوا مجھ سے کچھ لکھا ہو اسے چاہئے کہ اس کو مٹا دے

جن صحابہ کو اس کا نسخ نہیں پہونچا تھا وہ پرانے حکم کی بنا پر کتابت حدیث

---

[۱] اس موضوع پر خطبات مدارس کا تاریخی خطبہ قابل ملاحظہ ہے۔ مولانا نے اس میں اس قسم کے بہت سے جزئی واقعات جمع کر دیئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط اور معاہدے تحریری شکل میں اس وقت بھی موجود ہیں اور رسالات نبویہ کے نام سے بازار میں ملتے ہیں۔

[۲] جامع بیان العلم ص ۳۲

کے قائل نہ تھے بعض بزرگوں کو خیال تھا کہ اس طرح حفظ وضبط کی طرف توجہ نہ رہیگی اور سفینوں کا علم سینوں کو خالی کر دیگا۔ آئندہ صرف تحریریں رہ جائیں گی جن کے پس پشت حافظہ کی قوت نہ ہوگی کہ غلطیوں کی تصحیح ہو سکے اور حذف واضافہ کا پتہ چل سکے اس طرح خطرہ تھا کہ تحریف کے دروازے کھل جائیں گے اور منافقین یہود اور دوسرے مخالفین کو روایات میں تغیر وتبدل، حذف واضافہ اور زیادتی کو نقصان کا موقع مل جائیگا اور دین کی بنیادوں میں رخنہ اندازی کی راہیں کھل جائینگی ان وجوہ کی بنا پر کچھ دن تک لوگوں کو تذبذب رہا لیکن جب اسلام کی قوت میں اضافہ ہوا اور اس جانب سے اطمینان ہو گیا تو قرآن مجید کی طرح رفتہ رفتہ حدیثیں بھی کتابی شکل اختیار کرنے لگیں لیکن حفظ وضبط پر اب بھی زور دیا جاتا تھا اور حافظہ کے بغیر کتابیں دیکھکر روائتیں بیان کرنا معیوب سمجھا جاتا تھا یہی وجہ تھی کہ اس زمانہ میں تحریری مجموعوں کو کوئی غیر معمولی اہمیت حاصل نہ ہو سکی تاہم اب اسکی ضرورت عام طور سے محسوس کی جانے لگی تھی حضرت عمرؓ کے زمانہ میں صحابہ کرامؓ کتابت حدیث کی ضرورت واہمیت پر متفق ہو چکے تھے حضرت عروہ کا بیان ہے۔

ان عمر بن الخطاب اراد ان یکتب السنن فاستفتی اصحاب رسول اللہ صلعم فی ذلک فاشاروا علیہ ان یکتب[1]	حضرت عمرؓ کا ارادہ تھا کہ حدیثیں لکھی جائیں صحابہ سے مشورہ کیا انھوں نے لکھنے کی رائے دی۔

حضرت عمرؓ کا خود بھی یہی خیال ہو رہا تھا کہ احادیث وسنن کتابی شکل میں جمع کر دی جائیں لیکن پھر اس خیال سے یہ ارادہ فسخ کر دیا کہ کہیں اس کی وجہ سے قرآن مجید کی

---

[1] جامع ص ۳۳

جانب سے بے توجہی نہ ہو جائے لیکن بعد کو یہ شبہ جاتا رہا اور اسکی ضرورت بالکل واضح ہو گئی تو حکم دیدیا قیدوا العلم بالکتاب علم کو احاطہ تحریر میں لے آؤ۔

صحابہ کرام کے مرتب کردہ حدیث کے مجموعے

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی پانچسو حدیثوں کا ایک مجموعہ اپنی زندگی میں مرتب کیا تھا۔ جو حضرت عائشہ کے پاس رکھا ہوا تھا انتقال کے وقت خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ اس مجموعہ میں میں نے اپنے اطمینان پر کچھ ایسی روایتیں لکھ لی ہوں جو صحیح نہ ہوں اس لئے اسے ضائع کر دیا[۲]۔ تاہم چونکہ یہ مجموعہ عرصہ تک حضرت عائشہ کے پاس رہا اور اُن کا شوق حدیث اور علم و فضل مشہور و معروف ہے اس لئے یہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ سارا مجموعہ ان کے حافظہ میں محفوظ ہو گیا ہو گا۔ جو بعد کو ان کے شاگردوں کے ذریعہ کتابی شکل میں آ گیا ہو گا کتابت حدیث کا رجحان برابر بڑھتا رہا یہاں تک کہ حضرت علی رض کے زمانہ میں کافی تحریری سرمایہ کتابی شکل میں جمع ہو گیا تھا[۳]۔

اب روز بروز جمع و ترتیب حدیث کے متعلق شکوک و شبہات ختم ہوتے جاتے تھے اور جو صحابہ پہلے اسے پسند نہیں کرتے تھے وہ بھی اپنی رائے تبدیل کر رہے تھے حضرت عبداللہ بن عباس جو پہلے کتابت حدیث کے سخت مخالف تھے اور لوگوں کو اس سے روکتے تھے اب اس کے قائل ہی نہیں بلکہ اس پر عامل ہو چکے تھے[۴]۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود جو کبھی تحریری روایات کے اتنے مخالف تھے کہ لکھے ہوئے

---

[۱] دارمی صفحہ ۶۸ [۲] تذکرۃ الحفاظ ذکر حضرت ابوبکر رض

[۳] جامع صفحہ ۱۲ [۴] ترمذی کتاب العلل

حروف کو پانی سے دھلوا دیتے اور روایتوں کے مجموعوں کو نذر آتش کر دیا کرتے تھے [1]
اب وہ خود اور ان کے شاگرد حدیثوں کے لکھنے لکھانے میں مشغول تھے [2]

حضرت عبداللہ ابن عباس کی تصنیفات

حضرت عبداللہ ابن عباس کا اب یہ حال تھا کہ ان کے شاگرد حدیث کی نشر و اشاعت میں پوری توجہ سے مصروف تھے ان کے شاگرد اُن کے پاس بیٹھ کر حدیثیں لکھتے تھے [3]
حضرت سعید ابن جبیر کا بیان ہے کہ

كنت اكتب عند ابن عباس في صحيفة	میں عبداللہ ابن عباس کے پاس کتاب میں لکھتا تھا

اور جب کاغذ میں گنجائش باقی نہ رہتی تو نعلین کو پلٹ کر اس پر لکھتے تھے [4] حالت سفر میں کجاوے کی لکڑی سے یہ کام لیا جاتا تھا [5] غرضکہ سفر و حضر ہر جگہ حدیثیں لکھی جا رہی تھیں یہاں تک کہ ان کے پاس متعدد صحیفے جمع ہو گئے تھے [6] جب ان کا انتقال ہوا تو انہوں نے کتابوں کا اتنا ذخیرہ چھوڑا تھا جو کہ ایک اونٹ کا بوجھ تھا۔

موسیٰ ابن عقبہ کا بیان ہے۔ ۱

وضع عندنا كريب حمل بعير او عدل	کریب نے ہمارے پاس ایک اونٹ کے برابر
بعير من كتب ابن عباس قال فكان على	عبداللہ ابن عباس کی کتابیں رکھیں علی ابن
ابن عبد الله اذا اراد الكتاب كتب اليه	عبداللہ ابن عباس جب کوئی کتاب چاہتے
ابعث على بصحيفة كذا وكذا قال	تو انہیں لکھ دیتے کہ مجھے فلاں صحیفہ بھیجدو

---

[1] جامع ص ۳۳ [2] جامع ص ۳۳ [3] دارمی ص ۹۶ [4] ایضاً
[5] ایضاً [6] ترمذی کتاب العلل۔ [7] طبقات جلد ۵ ص ۲۱۶

يستخها فيبعث اليه احسن اهما

وہ اسے نقل کرتے اور ان میں سے ایک بھیج دیتے۔ ۱

انکی یہ تصانیف انکی زندگی ہی میں دور دور تک پھیل گئی تھیں اس سلسلہ میں امام طحاوی نے خود ان کا بیان نقل کیا ہے

عن ابن عباس ان ناسا من اهل الطائف اتوه بصحف من صحفه ليقرؤها عليهم فلما اخذها لم ينطلق فقال انی لما ذهب بصری بلهت فاقرءوا على ولا يكن فی انفسكم من ذلك حرج فان قرءتكم على كقرءتی عليكم۔

عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ طائف کے کچھ لوگ ان کے پاس انکی کتابوں میں سے کچھ کتابیں لیکر آئے تاکہ وہ انھیں پڑھ کر سنا دیں عبداللہ ابن عباس نے وہ کتابیں لے لیں جب جب پڑھ نہ سکے تو فرمایا جب سے میری نگاہ جاتی رہی میں بیکار ہو گیا ہوں تم لوگ خود میرے سامنے پڑھو اس میں کوئی حرج نہ سمجھو میرے سامنے تمہارا پڑھنا ایسا ہی ہے جیسے کہ میں تمہارے سامنے پڑھوں۔ ۲

تصنیفات کی اس کثرت کو دیکھ کر تعجب نہ ہو حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے آنحضرتؐ کے اعمال واقوال کے جمع کرنے میں غیر معمولی محنت کی تھی خود ان کا بیان ہے کہ

لما قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم قلت لشاب من الانصار يا فلان هلم نسال اصحاب رسول الله

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو میں نوجوان تھا میں نے ایک انصاری نوجوان سے کہا کہ اے صاحب آئیے ہم لوگ

---

۲ شرح معانی الآثار جلد ۲ صـ ۳۸۶

صلی اللہ علیہ وسلم نتعلم منهم
فانهم كثير قال العجب لك يا
ابن عباس اترى الناس يحتاجون
اليك وفى الارض من ترى من
اصحاب رسول الله صلى الله عليه
وسلم قال فتركت ذلك واقبلت
على المسئلة وتتبع اصحاب الرسول
صلى الله عليه وسلم فانى كنت
لآتى الرجل فى الحديث يبلغنى
انه سمع من رسول الله صلى الله
عليه وسلم فاجده قائلا فاتوسد
ردائى على بابه تسفى الريح
على وجهى حتى يخرج فاذا خرج قال
يا ابن عم رسول الله صلى الله عليه
وسلم مالك فاقول حديث بلغنى
عنك انك تحدث به عن رسول الله
صلى الله عليه وسلم فاحببت ان
اسمعه قال فيقول هلا بعثت الى
حتى اتيك فاقول انا احق ان

صحابہؓ سے مسائل دریافت کریں اور اُن سے
سیکھیں۔ کیونکہ وہ بہت کافی تعداد میں موجود
ہیں اس شخص نے جواب دیا اے ابن عباس
تم پر سخت تعجب آتا ہے دیکھ رہے ہو دنیا میں
آنحضرت کے کیسے کیسے صحابی موجود ہیں کیا
لوگ تمہاری ضرورت محسوس کرینگے یہ سُنکر
میں نے اسے چھوڑ دیا اور خود صحابہؓ کی تلاش
و جستجو میں نکل کھڑا ہوا اور ان سے مسائل دریافت
کرنے لگا میری حالت یہ تھی کہ مجھے معلوم ہوتا
کہ فلاں صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
کوئی حدیث سُنی ہے میں انکی خدمت میں حاضر
ہوتا اگر وہ آرام کرتے ہوتے تو میں ان کے
دروازہ پر چادر سے ٹیک لگا کر بیٹھ جاتا ہوا
کے جھونکے میرے چہرہ پر لگتے رہتے یہاں تک
وہ برآمد ہوتے تو مجھ سے دریافت کرتے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے برادر عم زاد
خیر تو ہے میں عرض کرتا مجھے معلوم ہوا تھا کہ
آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک
حدیث روایت کرتے ہیں میں نے چاہا کہ میں اسے

اتیك فكان الرجل بعد ذلك یرانی وقد ذهب اصحاب رسول الله صلے الله وسلم واحتاج الناس الی فیقول كنت اعقل منی۔

سنوں وہ فرماتے مجھے کیوں نہیں بلا بھیجا میں خود آپکے پاس آجاتا میں جواب دیتا نہیں میں آپ کے پاس آنیکا زیادہ مستحق ہوں اب اسوقت جب کہ صحابہؓ دنیا سے رخصت ہوچکے ہیں اور لوگ میرے محتاج ہیں وہ انصاری نوجوان کہتا ہے آپ مجھسے زیادہ عقلمند تھے

حضرت عمرؓ حضرت علیؓ اور حضرت ابی بن کعب کیساتھ انھیں خاص اختصاص وتقرب حاصل تھا اس لئے اُن کی روایات بھی عبداللہ ابن عباسؓ کے علم میں تھیں

حضرت ابوہریرہؓ کی کتابیں

روایات حدیث میں حضرت ابوہریرہ کو خاص امتیاز حاصل ہے آج حدیث کی کتابوں میں ان کی بکثرت روائتیں موجود ہیں جن کی تعداد ۵۳۷۴ تک پہونچتی ہے حضرت ابوہریرہ نے حدیثوں کے حفظ وضبط اور جمع وترتیب میں غیر معمولی محنت وجانفشانی سے کام لیا اسلام کے بعد عرصہ تک زن وفرزند کے جھمیلے سے الگ اور فکر معاش سے بے پروا ہوکر مسجد نبوی کے چبوترے (صفہ) پر شبانہ روز حاضر رہتے آنحضرت کی ایک ایک بات سُنتے ایک ایک عمل کو دیکھتے اور اسے یاد کرتے خود اُن کا بیان ہے۔

ان اصحابی من المهاجرین كانت

میرے مہاجر ساتھیوں کو بازار کی خرید وفروخت

له جامع ص۴۲ - ۵ه تذکرۃ الحفاظ ذکر حضرت عبداللہ ابن عباس۔

مشغول رکھتی تھی اور انصار کھیتی باڑی کے کام میں مصروف رہتے تھے میں ایک مسکین آدمی تھا اکثر خدمت نبوی میں حاضر رہتا تھا جب وہ غائب ہوتے تھے تو میں حاضر ہوتا تھا جب وہ بھول جاتے تھے تو میں یاد کرتا تھا ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے حدیث بیان کی پھر فرمایا کہ کون اپنا کپڑا پھیلاتا ہے کہ میں اس میں اپنی حدیث ڈال دوں پھر وہ اسے سمیٹ لے اس کے بعد وہ جو کچھ مجھ سے سُنے گا کبھی فراموش نہ ہوگا چنانچہ میں نے اپنا کپڑا پھیلا دیا آنحضرتؐ نے حدیث بیان فرمائی پھر میں نے اسے سمیٹ لیا خدا کی قسم اسکے بعد میں نے آپ سے جو کچھ سُنا کبھی فراموش نہیں ہوا۔

تشغلهم صفقاتهم بالسوق و اصحابي من الانصار كانت تشغلهم ارضوهم والقيام عليها واني كنت امرءً مسكينا وكنت اكثر مجالسة رسول الله صلى الله عليه وسلم احضر اذا غابوا واحفظ اذا نسوا وان النبي صلى الله عليه وسلم حدثنا يوما فقال من يبسط ثوبه حتى افرغ فيه من حديثي ثم يقبضه اليه فلا ينسى شيئا سمعه مني ابدا فبسطت ثوبي او قال نمرتي فحدثني ثم قبضته الي فوالله ما كنت نسيت شيئا سمعته منه۔[1]

انھوں نے رات کے تین حصے کر دیئے تھے ایک میں سوتے، ایک میں عبادت کرتے اور ایک حصہ میں حدیثیں یاد کرتے۔ اس طرح احادیث کا ایک بہت بڑا حصہ محفوظ ہو گیا تھا۔ بعد کو انکی زندگی ہی میں یہ روایات، کتابی شکل میں جمع ہو گئی تھیں

---

[1] طبقات ابن سعد القسم الثانی من الجزء الرابع ص۵۷ بخاری کتاب العلم باب حفظ العلم میں بھی یہی بات کسی قدر اختصار کے ساتھ موجود ہے۔

اور دور دور تک پھیل گئی تھیں اس سلسلہ میں چند نسخے اب تک مشہور رہیں۔

ایک نسخہ بشیر ابن نھیک نے مرتب کیا تھا ان کا بیان ہے کہ۔

کنت اکتب ما اسمع من ابی ھریرۃ۔ میں ابو ہریرہ سے جو کچھ سنتا تھا لکھ لیا کرتا تھا[1]

دوسرا مجموعہ حسن ابن عمرو ابن امیتہ الضمری کے پاس تھا[2]

تیسرا مشہور مجموعہ ہمام ابن منبہ کے پاس تھا۔ یہ صحیفہ عرصہ تک موجود رہا۔ امام احمد نے اپنی مسند کی تیسری جلد میں صفحہ ۳۱۲ سے ۳۱۸ تک اس سے نقل کیا ہے[3]۔ بعد کو اصل صحیفہ کا پتہ نہیں چلتا تھا۔ یہاں تک کہ یہ خیال ہو گیا تھا کہ وہ کہیں ضائع ہو گیا لیکن اب پتہ چلا ہے کہ وہ برلن کے کتب خانہ میں موجود ہے[4]

ان مختلف مجموعوں کے علاوہ جو ان کے شاگردوں نے مرتب کئے تھے۔ خود حضرت ابو ہریرہ نے بھی ایک مجموعہ مرتب کر کے اپنے پاس رکھا تھا۔ اور کبھی کبھی لوگوں کو دکھاتے تھے[5]

حضرت ابن عمر کی روایات کی کتابت

مکثرین صحابہ میں حضرت عبداللہ ابن عمر کا دوسرا درجہ ہے۔ محدث ابن جوزی نے ان کی موجودہ روایتوں کی تعداد ۲۶۳۰ بتائی ہے۔ شروع میں یہ بھی کتابت حدیث کو پسند نہ کرتے تھے۔ لیکن بعد کو جب اس کی ضرورت محسوس کی تو لکھنے لکھانے

---

[1] دارمی صفحہ ۶۸ [2] جامع صفحہ ۷۴

[3] مسند احمد ابن حنبل صفحہ ۳۱۲ ... ۳۱۸ [4] تدوین حدیث مولانا مناظر احسن گیلانی حاشیہ صفحہ ۹۹

[5] خطبات مدارس بحوالہ فتح الباری جلد ا صفحہ ۱۸۴

کا سلسلہ شروع کر دیا۔ ان کے ممتاز شاگرد نافع ان کے سامنے بیٹھ کر لکھا کرتے تھے[1]۔ مجاہد اور سعید ابن جبیر بھی ان کی روایتیں لکھا کرتے تھے۔ اور پوچھ پوچھ کر انکی تصحیح کرتے تھے[2]۔ ان کے بیٹے سالم بھی حدیثیں لکھا کرتے تھے[3]۔ اس کے علاوہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ خود بھی لکھاتے تھے[4]۔ حضرت انسؓ جنکی آج ۲۲۸۶ روایتیں حدیث کی کتابوں میں درج ہیں۔ انکی اپنی اولاد کو عام تاکید تھی کہ قیدوا العلم بالکتاب[5] ان کے شاگرد ابان ان کے پاس بیٹھ کر تختی پر لکھا کرتے تھے[6]

حضرت جابرؓ کے صحیفے

حضرت جابر ابن عبداللہ کی مرویات سے احادیث کے دفتر بھرے پڑے ہیں جن کی تعداد ۱۵۴۰ ہے[7]۔ ان کے شاگردوں کا بیان ہے کہ۔

كنا نأتي جابر ابن عبد الله فنسأله عن سنن رسول الله صلى الله عليه وسلم فنكتبها۔	ہم حضرت جابرؓ ابن عبداللہ کے پاس آیا کرتے تھے ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سنن کے متعلق پوچھا کرتے تھے پھر انھیں لکھ لیا کرتے تھے۔

۱ے دارمی ص۶۶ ۲ے جامع ص۳۳ ۳ے دارمی ص۶۶

۴ے خطبات بحوالہ مسند احمد جلد ۲ ص ۱۹۹

۵ے دارمی ص۶۹ ۶ے دارمی ص۶۹

۷ے تلقیح فہوم اہل الاثر ابن جوزی حوالہ دارالندوہ اکتوبر ۱۹۴۲ء

۸ے بخاری جلد ۲ ص ۳۰۶

یہ روایتیں خود ان کی زندگی میں متعدد نسخوں میں جمع ہو گئی تھیں ان میں سے تین صحیفوں کا ذکر رجال کی کتابوں میں موجود ہے۔ ایک مجموعہ اسمٰعیل ابن عبدالکریم کے پاس تھا[۱]۔ دوسرا سلیمان یشکری کے پاس تھا[۲]۔ ان کے علاوہ ایک مجموعہ خود ان کے پاس بھی تھا[۳] ابوبکر ابن عیاش سے اعمش نے اس زمانہ کے لوگوں کی رائے نقل کی ہے کہ

ان مجاهداً یحدث عن صحیفة جابر۔ حضرت مجاہد حضرت جابر رض کے صحیفہ سے حدیث بیان کرتے تھے۔

حضرت عائشہ کے تحریری مجموعے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جلالت شان اور ان کا مرتبہ علم و فضل کسی سے پوشیدہ نہیں فقہا صحابہ تک مشکل مسائل میں انکی طرف رجوع کرتے تھے قبیصہ ابن ذویب کا بیان ہے کہ!

کانت عائشة اعلم الناس یسألها اکابر الصحابة۔ حضرت عائشہ سب لوگوں سے زیادہ عالم تھیں اُن سے بڑے بڑے صحابہ رض دریافت کرتے تھے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جو قرب و اختصاص حاصل تھا وہ سب کو معلوم ہے حدیث کی کتابوں کے صفحات ان کی مرویات سے پُر ہیں

۱۔ تہذیب جلد ۲ صفحہ ۳۰۶ ۲۔ تہذیب جلد ۲ صفحہ ۲۱۱ ۳۔ طبقات جلد ۵ صفحہ ۳۴۴ تذکرۃ الحفاظ جلد اول صفحہ ۲۴

محدث ابن جوزی نے ان کی روایتوں کی تعداد ۲۲۱۰ بتائی ہے یہ روایتیں حضرت عروہ اور حضرت عمرہ کے ذریعہ اسی زمانہ میں کتابی شکل میں مرتب ہوگئی تھیں۔

حضرت عروہ حضرت عائشہ کے ہمشیر زادے تھے اس رشتہ سے ان کی خدمت میں اکثر حاضری کا موقع ملتا تھا انھیں علم کا ذوق اور احادیث وسنن کی تلاش وجستجو کا بیحد شوق تھا کرید کرید کر حدیثیں پوچھتے مسائل کی تحقیق کرتے اور لوگوں میں ان کی اشاعت کرتے انکے علم وفضل کا یہ حال تھا کہ امام زہری جیسے عالم کا بیان ہے کہ میں نے انھیں ایسے سمندر کی طرح پایا جو کبھی خشک نہیں ہوتا۔[1]

حضرت عروہ کتابت حدیث کے قائل تھے خود بھی لکھتے تھے اور اپنے بیٹے ہشام کو بھی لکھاتے تھے انکے پاس خود ان کی لکھی ہوئی بھی متعدد کتابیں تھیں جو واقعہ حرہ تک موجود رہیں[2]

حضرت عمرہ کی روایتیں حضرت عمر بن عبد العزیز کے حکم سے انکے بھانجے ابوبکر ابن محمد نے قلمبند کیں قاضی مدینہ سعد بن ابراہیم کو حکم تھا کہ وہ بھی حدیثیں جمع کریں چنانچہ انھوں نے دفتر کے دفتر لکھے جو حضرت عمر بن عبد العزیز کے حکم سے تمام اسلامی ممالک میں شایع کئے گئے[3] حضرت عائشہ کی مرویات ایک اور ذریعہ سے بھی قلمبند ہوئیں ابو قلابہ ایک مشہور تابعی ہیں جو حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں یہ کتابت حدیث کو بہت ضروری سمجھتے تھے انتقال کے بعد ان کی کتابیں ایک جانور کے بوجھ کے برابر ابو ایوب سختیانی کو ملیں[4]

---

[1] تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص ۵ [2] جامع ص ۳۷ [3] جامع ص ۳۶
[4] تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص ۸۲

حضرت عائشہ خود بھی کتابت حدیث کی قائل تھیں بعض روایات انھوں نے خود اپنے قلم سے بھی لکھی ہیں۔ چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے استفسار پر ایک مرتبہ انھیں حدیث لکھ کر بھیجی تھی[۱]

حضرت ابوسعید خدری کی روایات

مکثرین صحابہ میں حضرت ابوسعید خدری کا بھی شمار ہوتا ہے مرویات کی تعداد ۱۱۷۰ ہے یہ کتابت حدیث پسند نہ کرتے تھے شاگرد آپ کی مرویات قلمبند کرنا چاہتے تھے ان لوگوں نے اس کی اجازت چاہی لیکن حضرت ابوسعید نے اسے منظور نہیں کیا البتہ یہ کہا کہ انھیں اچھی طرح یاد کرو تاہم یہ روائتیں ان کے شاگردوں میں حضرت نافع کے ذریعہ احاطہ تحریر میں آگئیں حضرت نافع کتابت حدیث کے قائل تھے اور ان کی روائتیں انکے سامنے لکھی جاتی تھیں[۲] عطاء ابن ابی رباح ان کے ایک نامور شاگرد ہیں ان کا یہ حال تھا کہ انکی روائتیں انکے سامنے پوچھ پوچھ کر لکھی جاتی تھیں[۳]۔
حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت جابر اور مجاہد بھی ان سے روایت کرتے ہیں[۴] اور ان لوگوں کا مسلک کتابت حدیث کے بارہ میں اوپر کے صفحات میں گذر چکا ہے اس طرح یہ یقین کیا جا سکتا ہے کہ حضرت ابوسعید خدری کی تمام مرویات عہد صحابہ ہی میں تحریری شکل میں جمع ہو گئی تھیں۔

---

[۱] البدایۃ والنہایۃ ذکر حضرت عثمانؓ می صلہ دارمی صہ ۱۹

[۲][۳] تہذیب التہذیب جلد ۳ صہ ۴۸۰

[۴] تہذیب۔

مکثرین صحابہ کی تصانیف

یہ صفحات بالا میں حضرت ابوہریرہؓ حضرت عبداللہؓ بن عمر حضرت انس بن مالک حضرت عائشہؓ حضرت عبداللہ ابن عباس حضرت جابرؓ ابن عبداللہ اور حضرت ابوسعید خدریؓ سات کثیر الروایات صحابیوں کا ذکر ہوچکا ہے ان لوگوں کی مرویات کی تعداد (۵۳۷۴ + ۲۶۳۰ + ۲۲۸۶ + ۲۲۱۰ + ۲۶۶۰ + ۱۵۴۰ + ۱۱۷۰) ۱۷۸۷۰ ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو بن عاص کی مرویات کی تعداد حضرت ابوہریرہ سے زیادہ ہے جس کا حضرت ابوہریرہ کو خود اعتراف ہے لہذا جب حضرت ابوہریرہ کی روائتیں ۵۳۷۴ ہیں تو حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن عاص کی روایت کردہ حدیثیں کسی طرح چھ ہزار سے کم نہ ہوں گی اس طرح صرف آٹھ صحابہ کی لکھی ہوئی روایتوں کی تعداد کم از کم (۱۷۸۷۰ + ۶۰۰۰) ۲۳۸۷۰ تک پہونچ جاتی ہے اس تعداد میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی لکھی ہوئی پانچسو حدیثوں کا اضافہ کیا جائے تو یہ تعداد ۲۴ ہزار سے متجاوز ہو جاتی ہے۔

اس موقعہ پر اگر یہ پیش نظر رہے کہ صحیح بخاری کی دو ضخیم جلدیں ہیں جو بڑے سائز کے ۱۱۲۹ صفحات پر مشتمل ہیں صرف ۹۰۸۲ ہزار حدیثیں درج ہیں تو اندازہ ہوسکتا ہے کہ ان ۲۴ ہزار سے متجاوز روایتوں کے لئے کتنی ضخیم جلدوں کی ضرورت ہوگی اس سلسلہ میں اگر یہ بھی ملحوظ رہے کہ امام بخاری کا قاعدہ ہے کہ مختلف مسائل کے ثبوت اور استدلال کی غرض سے ایک ہی حدیث کو متعدد موقعوں پر نقل کرتے ہیں تو اندازہ اور بھی صحیح ہوسکتا ہے ان مکرر حدیثوں کی

تعداد اتنی زائد ہے کہ ۹۰۸۲ میں سے حقیقۃً صرف ۲۶۰۲ روائتیں ہیں جو بار بار کی تکرار سے ۹۰۸۲ ہو گئی ہیں[1]

اب صحیح بخاری کی روایتوں کی اس تفصیل کو پیش نظر رکھا جائے تو کہنا پڑے گا کہ مذکورہ بالا صرف آٹھ کثیر الروایات صحابہ کی بیان کردہ حدیثیں کم ازکم بخاری جیسی بیس[2] جلدوں میں آئیں گی جن کے صفحات کی تعداد بائیس ہزار سے متجاوز ہو گی۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی تصنیفات

اب آیئے ذرا اور آگے بڑھئے صحابہ کرام میں ان بزرگوں کے علاوہ اور بھی متعدد اصحاب ایسے تھے جو حدیثیں خود بھی لکھتے تھے اور اپنے شاگردوں کو بھی لکھاتے تھے ان صاحبوں میں حضرت عبداللہ ابن مسعود خاص طور سے قابل ذکر ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انھیں تعلق خاص تھا آغاز اسلام سے آپ کے ساتھ زندگی بسر کی خدمت مبارک میں اس قدر آنا جانا ہوتا تھا کہ لوگ سمجھتے تھے کہ یہ بھی کوئی آنحضرت کے گھر کے آدمی ہیں یہی وجہ ہے کہ صحابہؓ اور

---

[1] حافظ ابن صلاح نے صحیح بخاری کی کل روایتوں کی تعداد ۷۲۷۵ بتائی ہے ان میں سے ان کے نزدیک تقریباً چار ہزار غیر مکرر ہیں لیکن حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری میں اس رائے سے اختلاف کیا ہے اور شمار کر کے بتایا ہے کہ کل حدیثیں ۹۰۸۲ ہیں جن میں سے صرف ۲۶۰۲ غیر مکرر ہیں۔

خلفاء راشدین کی نظر میں ان کی بڑی اہمیت تھی لوگ انھیں آنحضرت سے بہت مشابہ سمجھتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں ان کا یہ مرتبہ تھا کہ جب انھیں تعلیم وارشاد کے لئے کوفہ بھیجا تو اہل کوفہ کو لکھا کہ میں عبداللہ ابن مسعود کو تمھارے پاس بھیجکر اپنے اوپر تمھیں ترجیح دے رہا ہوں[1]

حضرت عبداللہ شروع میں کچھ دن تک کتابت حدیث کو پسند نہیں کرتے تھے بلکہ اس کے اتنے مخالف تھے کہ لکھی ہوئی کتابوں کے حروف پانی سے دھلوا دیتے تھے اور روایتوں کے مجموعوں کو نذر آتش کر دیا کرتے تھے[2] لیکن جب اس کی ضرورت محسوس ہوئی تو اس جانب ایسی توجہ کی کہ خود بھی حدیثیں کتابی شکل مرتب کیں اور اپنے شاگردوں کو بھی لکھائیں ان کے شاگرد ان کی روائتیں لکھ لیا کرتے تھے[3]۔ ان کے مشہور شاگرد علقمہ کاغذ پر لکھی ہوئی حدیثیں زبانی یاد کرتے تھے[4]۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود کی روائتیں یہی نہیں کہ صرف چند آدمی ان کے سامنے بیٹھ کر لکھتے ہوں بلکہ بہت سے ایسے بھی لوگ تھے جو ان کے پاس سے حدیثیں سن کر گھروں میں جاکر لکھتے تھے[5] یہ طریقہ خاص طور سے لوگوں نے اس زمانہ میں اختیار کیا تھا جب حضرت عبداللہ حدیثوں کو قید تحریر میں لانے کے مخالف تھے

---

[1] حضرت عبداللہ ابن مسعود کے یہ مناقب تاریخی تذکروں کے علاوہ بخاری اور صحاح کی دوسری کتابوں میں بھی موجود ہیں۔

[2] جامع بیان العلم ص ۶۳   [3] دارمی ص ۶۷

[4] جامع ص ۶۸   [5] دارمی۔

اس ترکیب سے ان کی ابتدائی زمانہ کی مرویات بھی کتابی شکل میں مرتب ہو گئی تھیں تلامذہ اور عقیدت مندوں کی ان کوششوں کے علاوہ خود حضرت عبداللہ نے بھی کافی حدیثیں جمع کی تھیں جو ایک کتاب کے برابر ہو گئی تھیں انتقال کے بعد یہ مجموعہ ان کے گھر سے برآمد ہوا ان کے بیٹے عبدالرحمٰن نے قسمیں کھا کھا کر لوگوں سے کہا کہ یہ کتاب خود حضرت عبداللہ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے[۱]

حضرت ابن مسعود کی روایات علماء کے نزدیک بڑی اہمیت رکھتی ہیں کیونکہ اول تو انھیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضری کا کافی شرف حاصل رہا ہے اس کے علاوہ احادیث کی روایت میں الفاظ کی صحت کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے اور اپنے شاگردوں کو بھی اس کی تاکید کرتے تھے[۲] ان تمام خوبیوں کے ساتھ فہم وبصیرت اور علم وتفقہ میں بہت ممتاز تھے اور اہم فقہا میں شمار ہوتے تھے[۳]

حضرت زید ابن ثابت کی مرویات

صحابہ میں حضرت زید ابن ثابت بھی بہت ممتاز حیثیت رکھتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں انھیں اتنا تقرب حاصل تھا کہ کتابت وحی

---

۱ جامع ص ۳۷

۲ تذکرۃ الحفاظ جلد ا ص ۱۲

۳ ایضاً تذکرہ ص ۱۲

کے فرائض انجام دیتے تھے آپ کے حسب ارشاد عبرانی زبان سیکھی تھی اور اسمیں آپ کی ترجمانی کرتے تھے صحابہ کی نظر میں بھی ان کی بہت اہمیت تھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں جمع قرآن کی خدمت انھیں کے سپرد کی تھی پھر حضرت عثمانؓ نے جب عہد صدیقی کے مرتب شدہ مصحف کی نقل دیار وامصار میں بھجوائی تو نقل وکتابت کا کام انھیں زید ابن ثابت کے سپرد کیا۔[۱] حضرت عبداللہ ابن عباس کے جیسے کثیر العلم صحابی انھیں راسخین فی العلم میں شمار کرتے تھے حضرت ابوہریرہ جو اپنی کثرت روایت اور ذوق علم میں مشہور ہیں وہ بھی حضرت زید کی وسعت علم کے قائل ہیں چنانچہ جب انکی وفات ہوئی تو فرمایا کہ اس.... امت کا غیر معمولی عالم وفات پاگیا۔[۲]

ان خصوصیات کی بناء پر لوگوں کو خیال تھا کہ کسی طرح حضرت زید کی روایات بھی کتابی شکل میں مرتب ہوجائیں لیکن مشکل یہ تھی کہ وہ کتابت حدیث کو پسند نہیں کرتے تھے ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ نے ان کی بیان کردہ حدیثیں قلمبند کرائیں لیکن جب انھیں معلوم ہوا تو مٹا دیں۔[۳] بالآخر مروان نے خاص ترکیب سے ان کی روائتیں قلمبند کرائیں اس نے ایک پردہ ڈلوا دیا اور اس کے پیچھے ایک آدمی کو بٹھا دیا پھر حضرت زید کو بلا کر ان سے حدیثیں دریافت کرنے لگا وہ حدیثیں بیان کرتے

---

۱ تذکرۃ الحفاظ جلد ۱ صـ۲۶

۲ تذکرہ جلد اول صـ۲۷

۳ جامع بیان العلم صـ۲۲

اور پس پردہ مقرر شدہ آدمی انھیں لکھتا جاتا[۱]۔ مروان کے علاوہ حضرت زید کے ایک اور نامور شاگرد جناب عروہ بن زبیرؓ بھی ہیں انھیں اور ان کے صاحبزادے ہشام کو کتابت حدیث کا جس قدر خیال اور اس جانب جتنی توجہ تھی اس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے

دوسرے اہم صحابہ کی کتابیں

آنحضرت ﷺ کے خادم حضرت ابو رافع کی روائتیں حضرت عبداللہ ابن عباس نے جمع کر لی تھیں[۲]۔

حضرت سمرہ ابن جندب ایک اور مشہور صحابی ہیں ان کی روائتیں بھی انکی زندگی ہی میں مرتب ہو گئی تھیں یہ مجموعہ عرصہ تک ان کے خاندان میں محفوظ رہا ان کے پوتے حبیب نے اس سے دیکھ کر روائتیں کی ہیں[۳]

حضرت رافع ابن خدیج کے پاس آنحضرت ﷺ کے اقوال تحریری شکل میں موجود تھے[۴]۔

حضرت مغیرہ ابن شعبہ نے بھی بعض حدیثیں قلمبند کیں ایک مرتبہ حضرت معاویہ نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد کیا پڑھا کرتے

۱؎ دارمی صہ۲۲ ۲؎ خطبات مدارس بحوالہ طبقات ابن سعد جلد ۲ قسم ۲ صہ۱۲۳

۳؎ تہذیب التہذیب جلد ۴ صہ۱۹۸

۴؎ ۵؎ مسند احمد ابن حنبل جلد ۴ صہ۱۴۱

تھے اس کے جواب میں انھوں نے وہ دعا لکھ کر بھیجی۔[1]

حضرت براء ابن عازب ایک اور نامور صحابی ہیں ان کی روایتیں ان کی زندگی ہی میں تحریری شکل میں مرتب ہو گئی تھیں ان کے شاگردوں کے شوق کتابت کا یہ حال تھا کہ کاغذ موجود نہ ہوتا تو ہتھیلیوں ہی پر لکھتے چلے جنھیں بعد میں صاف کر لیتے حضرت سعد ابن عبادہ قبیلہ خزرج کے سردار اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرب خاص تھے انھوں نے بھی حدیثیں کتابی شکل میں جمع کی تھیں جو ان کے بیٹے کے پاس بعد کو بھی موجود رہیں اور جنھیں انھوں نے اپنے شاگردوں تک پہونچایا۔[3]

حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی ایک خاص صحابی ہیں انھوں نے بھی حدیثیں لکھی تھیں اُن کے شاگردوں نے ان کی تحریری روایتیں بعد کے لوگوں سے بیان کیں چنانچہ بخاری کی ایک روایت کے سلسلہ میں ایک صاحب سالم ابوالنضر کا بیان ہے کہ عبداللہ ابن ابی اوفی نے لکھا جسے میں نے پڑھا۔[4]

حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہما کی اہمیت محتاج تشریح نہیں آپ کو بھی جمع و تحریر احادیث سے خاص دلچسپی تھی وہ اپنے بیٹوں اور بھتیجوں کو نصیحت

---

[1] ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب مایقول الرجل اذا سلم۔

[2] دارمی ص۶۶

[3] ترمذی جلد اول باب القضاء بالیمین مع الشاہد

[4] بخاری جلد اول کتاب الجہاد باب الصبر عند القتال۔

کرتے تھے کہ

تذاکروا العلم فانکم ان تکونوا صغار قوم تکونوا کبار قوم غدا فمن لم یحفظ فلیکتب ۔

علم حاصل کرو کیوں کہ اگر آج تم قوم میں چھوٹے ہو تو کل ان کے بڑے ہو گے جو یاد نہ کر سکے اسے چاہئے کہ لکھ لے ۔

حضرت معاویہؓ حضرت ثوبان اور حضرت ابو امامہ کی مرویات ان کے شاگرد خالد ابن معدان کے ذریعہ تحریری شکل میں مرتب ہوئیں انھوں نے ستر صحابہؓ سے ملاقات کی تھی تحریر و تدوین کی جانب اتنی توجہ تھی ان کے پاس ایک خاص باقاعدہ کتاب مرتب ہو گئی تھی[۱]

مکثرین کی صحابہ کی تقریباً پچیس ہزار روایتوں کا ذکر گذشتہ اوراق میں ہو چکا ہے جو ان کے سامنے ہی تحریر کا قالب اختیار کر چکی تھیں ۔ سطور بالا میں چند اور مشہور صحابہ کے تحریری مجموعوں کا ذکر کیا گیا ہے جو یقیناً ہزار ہا حدیثوں پر مشتمل تھے لیکن یہ تعداد یہیں پر ختم نہیں ہوتی بلکہ اس میں خلفاء راشدین اور صحابہؓ کرام کے ان ہزاروں بلکہ لاکھوں خطوط کو بھی شامل کرنا چاہئے جو انھوں نے اپنے زمانۂ خلافت میں عمال ، فوجی افسروں اور معلمین و محصلین کے نام لکھے اور ان افسروں اور عاملوں کی جانب سے جو احکام و فرامین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

---

[۱] جامع بیان العلم ص۷۴

[۲] تذکرہ ص۱۷ جلد اول و تہذیب جلد ۳ ص۱۱۹

کے اقوال وافعال کی روشنی میں لکھے گئے اس طرح صحابہ کرام کے زمانہ ہی میں احادیث کے بہت سے مستقل اور بڑے بڑے کتابی مجموعوں کے علاوہ سارے اسلامی ممالک میں بے شمار تحریری روائتیں پھیلی ہوئی تھیں۔

تمت

ہماری چند مطبوعات

تمرین الدروس حصہ اول

آسان عبارت اور واضح خط میں یہ کتاب لکھی گئی ہے اسمیں دس [سبق]
کے تمام الفاظ اچھی عبارتوں میں دہرائے گئے ہیں دس سبق [کے]
بعد پڑھنے سے تمام الفاظ پر قابو حاصل ہوجاتا ہے نئے ایڈیشن میں مفید اضافہ کئے گئے ہیں قیمت ۸/

قرآن مجید کی دوسری کتاب

قرآن مجید کی پہلی کتاب کے طرز پر یہ کتاب بھی تیار کیگئی ہے اسمیں
دوسرے پارہ کے معانی مطالب کی تشریح عربی اور اردو ترجمہ اور
ضروری اصول وقواعد بہت آسانی کے ساتھ بتائے گئے ہیں قیمت مجلد ۱۲/

سیرت نبوی کا پیغام بیسویں صدی کی دنیا کے نام

اس کتاب میں سیرت نبوی کو ایسے انوکھے طرز پر بیان کیا
گیا ہے کہ وہ عصر حاضر کیلئے چراغ ہدایت بنگئی ہے۔ از
مولانا ابوالحسن علی صاحب شیخ التفسیر دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ قیمت ۴/

مسلمانوں کی سیرت کے کمزور پہلو

اس کتاب میں مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی سیرت کے
کمزور پہلوؤں کی نشاندہی کیگئی ہے تاکہ مرض پہچانکر علاج کی
طرف توجہ ہو۔ از مولانا ابوالحسن علی صاحب شیخ التفسیر ندوہ۔ قیمت ۲/

تمرین الدروس حصہ دوم

اس کتاب میں قرآن مجید کی پہلی کتاب کے الفاظ سے مفید مضامین مرتب
کئے گئے تاکہ الفاظ بھی دہرا جائیں اور معلومات میں بھی اضافہ ہو قیمت ۶/

القصص الشہیرۃ

اس کتاب میں عربی زبان کے بہت مشہور قصے عمدہ اور
آسان زبان میں لکھے گئے ہیں قرآن مجید کی پہلی کتاب کے بعد اسے مطالعہ اول کے
طور پر بہت آسانی سے پڑھا جاسکتا ہے بچے بھی دلچسپی سے پڑھیں گے۔ قیمت ۱۲/

ملنے کا پتہ

مینیجر ادارہ تعلیمات اسلام نمبر (۳۸) امین آباد پارک لکھنؤ